جذبہ ایثار کیونکر؟

وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

''اور جو مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لا کر دارالھجرت میں مقیم تھے، یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دیدیا جائے اس کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں، حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچالئے گئے، وہی فلاح پانے والے ہیں'' (الحشر 9)

ہمارا موضوع ''جذبہ ایثار کیونکر'' ہے جس میں ہم ''جذبہ ایثار'' کے متعلق جاننے کی کوشش کریں گے کہ یہ خلق عظیم کس قدر اہمیت کا حامل ہے نیز ہمیں اس کی عمومی زندگی کے علاوہ تحریکی زندگی میں کس قدر ضرورت ہے۔

سورہ الحشر کی جس آیت کی تلاوت کی گئی اس کا شان نزول مدینہ منورہ کے انصار کا وہ جذبہ ایثار ہے جس کے حوالے سے ہمیں سیرت طیبہ میں رہنمائی ملتی ہے۔

جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے تو انصار نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ پیشکش کی کہ ہمارے باغ اور نخلستان حاضر ہیں، آپ ﷺ انہیں ہمارے اور ان مہاجرین کے درمیان بانٹ دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اخوانکم ، ترکوا الاموال والاولاد وجاؤکم ، لایعرفون الزراعة ، فھلا قاسمتوھم

تمہارے بھائی اپنے اموال اور اولاد کو چھوڑ کر تمہارے پاس آئے ہیں، یہ اس علاقے کے آئے ہیں جہاں باغات نہیں، یہ لوگ باغبانی نہیں جانتے، کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ اپنے ان باغوں اور نخلستانوں میں کام تم کرو اور پیداوار میں سے حصہ ان کو دو؟''

انصار نے کہا ''نعم یا رسول اللہ ﷺ ، بم''

''اے اللہ کے رسول ﷺ، ہم سمع و اطاعت کرتے ہیں، مگر اس کے بدلے میں ہمیں کیا ملے گا''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

بان لکم الجنة

''اس کے بدلے میں تمہیں جنت ملے گی''

اور پھر جب خیبر فتح ہوا تو اور اس کے زمینیں مہاجرین میں تقسیم کر دی گئیں تو انصار نے کہا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ نے ہمارے ذمہ جو کام لگایا تھا اسے تو ہم نے پورا کر دیا، اب جو آپ ﷺ نے ہمیں خوشخبری دی تھی، اسے بھی پورا کر دیں''

آپ ﷺ نے فرمایا ''نعم، لکم بما وفیتم''

ہاں، تم نے اپنا کام پورا کر دیا تو اس کے بدلے میں جنت تمہیں ضرور ملے گی‘‘

ایثار کا مادہ ’’ا ث ر‘‘ سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے کہ دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دینا، فوقیت دینا، فضیلت دینا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان سے کہا:

تَاللّٰهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

’’بخدا تم کو اللہ نے ہم پر فضیلت بخشی ہے‘‘

امام قرطبیؒ ایثار کے معانی واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’دنیاوی معاملات میں دوسرے شخص کو اپنے اوپر فضیلت و فوقیت اس لئے دی جائے تا کہ دین کے معاملات میں مجھے فضیلت اور فوقیت حاصل ہو۔ یہ کام بجز یقین، صبر اور محبت کے نہیں ہوسکتا‘‘

حافظ ابن قیمؒ کہتے ہیں:

’’ایثار کے تین درجے ہیں:

پہلا یہ کہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح، فوقیت اور فضیلت دینا۔

دوسرا یہ کہ اللہ کی رضا کو دیگر تمام مخلوقات کی خوشنودی پر فوقیت دینا۔

تیسرا یہ کہ موخر الذکر دونوں درجوں کے ایثار کو اللہ کے ایثار سے منسوب کرنا۔ اگر میں نے کسی ساتھی کو اپنے اوپر ترجیح، فوقیت یا فضیلت دی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فوقیت میں نے نہیں دی بلکہ اللہ تعالی اسے مجھ پر فوقیت عطا کی ہے۔ اگر میں نے اللہ کی رضا کو دیگر تمام مخلوقات کی رضا پر فوقیت دی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ہی اپنی رضا کو دیگر تمام مخلوقات کی رضا پر فوقیت دی ہے کیونکہ حقیقت میں دینے والا وہی ہے‘‘

ایثار وہ حسن خلق ہے جو اسلام کے سوا کسی بھی مذہب میں نہیں پایا جاتا۔ لفظ ایثار کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی سمیت تمام مغربی زبانوں میں نہیں ہوسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس اعلی خلق سے غیر مسلم عاری ہیں، یہ حسن خلق صرف مدرسہ محمدیہ ﷺ سے حاصل ہوسکتا ہے۔

تاریخ اسلامی ایثار کے نمونوں سے بھری ہوئی ہے، چند ایک مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں:

☆ سردیوں کا زمانہ تھا، ایک انصاری خاتون نے دربار رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ ﷺ کے بردہ سی دیتی ہوں جو اس سردی میں آپ کے کام آئے گا۔ آپ ﷺ نے اجازت دی، خاتون نے وہ بردہ سیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ وہ بردہ زیب تن کیا اور صحابہ کرامؓ کی مجلس میں مجلس تشریف لے گئے۔ ایک انصاری نے دیکھا اور کہا:

مااحسن هذه العبائه، اكسنيها يا رسول الله ﷺ

یہ کتنا اچھا بردہ ہے، اے اللہ کے رسول ﷺ آپ یہ مجھے عطا کردیں۔

آپ ﷺ نے فوری طور پر وہ بردہ اتارا اور انصاری کو دے دیا۔ صحابہ کرامؓ گویا زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ اے انصاری یہ تو نے کیا کر دیا۔ انصاری ان کی نظروں کو سمجھ گئے اور کہا:

انی ارید ان اجعلها فی کفنی حین اموت

میں چاہتا ہوں کہ جب میں مرجاؤں تو اس میں مجھے کفن دیا جائے۔

☆ جب حضرت عمر بن خطابؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے عبداللہ کو ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس کہلوا بھیجا کہ:

عمر یقرأك السلام و یستئذنك ان یدفن مع صاحبیه

عمر نے آپ کو سلام بھیجا ہے، وہ آپ سے اجازت چاہتا ہے کہ انہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔

حضرت عائشہ کا ایثار دیکھئے:

کنت اریده لنفسی فلاوثرنه الیوم علی نفسی

اس جگہ کو تو میں نے اپنے لئے رکھ چھوڑا تھا مگر آج میں عمر کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں

☆ حضرت ابوالحسن انطاکیؒ کے متعلق روایت ہے کہ ان کے گھر میں 30 سے زیادہ افراد آئے جن کے پاس اتنا کھانا نہیں تھا جو سب کے لئے کافی ہوتا۔ انہوں نے سارا کھانا دسترخواب پر لگا دیا اور چراغ گل کر دیا۔ سب لوگ دسترخوان پر بیٹھے، جب فارغ ہو کر اٹھے اور چراغ جلایا گیا تو دیکھا، کھانا جیسا تھا ویسا ہی پڑا ہوا ہے، ہر فرد نے اپنے بھائی کو اپنی ذات ترجیح دیتے ہوئے کھانے سے ہاتھ روکے ہوئے تھا۔

ایثار مطلب ہی یہ ہے کہ اپنے بھائی کو اپنے ذات پر ترجیح دی جائے حالانکہ وہ خود محتاج ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کیلئے پیمانہ وضع کیا ہے:

لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه

تم میں کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کیلئے وہ کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے:

الایثار اعلی الایمان

''ایثار ایمان کی چوٹی ہے''

ایثار کا میدان بہت وسیع ہے، یہ محض انفاق اور عطا تک محدود نہیں۔ جس جگہ اور جس مقصد کیلئے ہم بیٹھے ہیں، اس میں ایثار کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اچھے بھلے آدمی مال کی قربانی کا وقت آتا ہے تو مال قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے، وہ وقت قربان کرتے ہیں، صلاحیتیں قربان کرتے ہیں اور اللہ نے انہیں جو کچھ عطا کیا ہے وہ سب کچھ قربان کرتے ہیں مگر قربان نہیں کرتے تو رائے کی قربانی نہیں

کرتے۔ جس مقصد عظیم کے لئے آج ہم جمع ہوئے ہیں اس میں مرد میدان وہی ہیں جو اپنی رائے کی قربانی کرتے ہیں کیونکہ اس مجلس میں میری رائے میرے نزدیک سب سے عزیز اور محبوب ہے اور اللہ تعالی ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس کی راہ میں پسندیدہ ترین چیز خرچ کی جائے اور اس مجلس میں میری پسندیدہ ترین چیز میری رائے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو مچھلی کھانے کی خواہش ہوئی، بڑی مشکل سے آپ کے لئے گھر میں مچھلی پکائی گئی، جب مچھلی دستر خوان پر رکھی گئی، عین اسی وقت سائل نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے فرمایا اسے مچھلی دے دو، گھر والوں نے کہا، ہم نے بڑی مشکل سے آپ کے لئے مچھلی پکائی ہے، گھر میں گوشت کا سالن ہے، ہم وہ سائل کو دیدیتے ہیں، آپ مچھلی کھائیں، مگر آپ کا جواب تھا:

ولكنى احب السمك

''مگر مچھلی مجھے پسند ہے''

جو چیز جس موقع پر سب سے زیادہ عزیز ہو اسی کی قربانی دینے سے بر کا مقام حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ایثار اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک آدمی اپنے ساتھیوں کے حقوق کی تعظیم نہیں کرتا اور ان کو ادا کرنے کی سعی نہیں کرتا۔ علاوہ ازیں اچھے اخلاق جہاں وہی ہوتے وہاں کسبی بھی ہو سکتے ہیں۔ علماء کرام کہتے ہیں یہ ایثار جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے، اسے انجام دینا انسان کی نفس پر بڑا شاق گزرتا ہے، انسان اپنے نفس کو اس کا عادی بنانے کیلئے اس پر جبر کرنا پڑتا ہے۔

آخر میں ایثار کے فوائد آپ کے سامنے رکھتا ہوں:

ایثار ایمان کی علامت ہے، اللہ کی محبت کے حصول کا ذریعہ ہے، لوگوں کے درمیان الفت و محبت قائم کرنے کا سبب ہے، نفس کے جودوسخا کی علامت ہے، اس سے برکت ہوتی ہے، اس سے رحمت کا حصول ہوتا ہے، اس سے فلاح و نجات ہے۔